

جانی نے دلی دلو کا

وہ ہم دونوں سے ایک جیسی محبت کرتے تھے اب بھی کرتے ہیں۔ اگر میں یہ کہوں کہ کبھی کبھی وہ سارا اپنی کو مجھ پر فوجیت دیتے ہیں تو غلط نہیں ہو گا اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ وہ بہت سمجھدار انسان اور کم تو ہیں بلکہ ان کے مقابلے میں میں تھوڑی مضہ می محبت کرتا اور

سارا اپنی جانے کس دلیس سے راستہ چمک کر جاتا ہے۔ جی توں کم از کم مجھے وہ اس دنیا کی ہاں نہیں سمجھتیں۔ میرے دیر سے ملتی اور ہر دم وہی مسکان لہولہہ کرتی رہتی ہیں۔ یہ سارا اپنی میرے مایا جان کی بی بی ہیں۔ بہت چھوٹی سی تھیں انہیں دو سال کی جب مایا جان اور مائی جان ایک عمارت میں جہاں جی رہے تھے اس وقت سے یہ بی بی بی بی کے پاس ہیں میں اس وقت پیدا نہیں ہوئی تھی۔ لیکن سال تک یہ بی بی کی محبتوں کی بلا شرکت میرے مالک رہیں پھر جب یہ پیدا ہوئی تو فطری طور پر ہی بی بی کی محبت تقسیم ہو گئی پھر بھی انہوں نے مجھے سارا اپنی کو یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ وہ ان کی اولاد نہیں ہیں بلکہ



http://primenovel.com
"سارا اتلی کی بیٹی میری سہیلی ہے۔"
"لیکن مجھے تو کسی نے نہیں بتایا۔"
"اب تو میں نے بتا دیا ہے۔"

میں کچھ کہنا چاہتی تھی کہ گیت سے داخل ہوا
وائٹ کوڈ کو دیکھ کر خاموش ہو گئی۔ میرے ساتھ
ڈیڈی بھی اسی طرف متوجہ ہو گئے۔ پھر مجھے اس
ساتھ آنے کا اشارہ کرتے ہوئے مسلمانوں کے استقبالیہ
کے لیے آگے بڑھ گئے۔ ایک مولود مورت کے سامنے
میں اس کی طرف متوجہ ہو گئی جو شاید اتلی کا لڑکا ہو
کر آیا تھا۔ میں بہت حقیقتی عکسوں سے اس کا چہرہ
لے رہی تھی کہ **تیار ملدا اتلی کے لیے مناسب بھی**
بہا نہیں۔

"ہیلو!" "ابا" **تصیلی جان** نے جلتے ہوئے جگہ
سے منکرا لیا۔ تو جواب میں میں نے بھی سر ہلایا
مسکراہٹ کے ساتھ **ہیلو** کہا اور صوب کے ساتھ
ذرا تنگ روم میں آئی۔ پھر بس **میری ڈیڈی** مسلمانوں
کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گئے تو میں اس کے
بارے میں بہت کچھ جاننے کا جنس لے اس کے پاس
آئی تھی۔

"آپ کا نام؟"

"تورہ۔"

"عمر؟" وہ بے ساختہ اس کا ہر شراکت سے

بولے۔

"سلور ہوئی مٹا چکا ہوں۔"

"انٹیمی قابلیت اور نہ۔"

"**میں** کو انک میں نے اپنی درخواست میں
دست کر دئے ہیں۔ میرے جانے کے بعد اطمینان سے
بیٹھ کر دیکھ لیں۔"

"تو میں دیکھ لوں گی لیکن۔" سارا اتلی کے آنے
سے پہلی بات اور حوری ہو گئی۔ اور وہ بھی میری طرف
سے نظریں ہٹا کر انہیں دیکھنے لگا۔ گلابی دھڑکنے کے
بالے میں ان کا چہرہ جو بلاشبہ اپنے اندر مقابل کو تسخیر
کر لینے کی کوشش رکھتا تھا جب ہی تو وہ بتا چکیں
جھکائے انہیں دیکھنے جا رہا تھا۔ اور اپنے چہرے پر اس
کی نگاہوں کی تپش محسوس کر کے سارا اتلی نہروں ہو

"یہ کیا نہیں ہوا؟" وہ پچھلے میری بوری بات
سن کر ہیں اس کے بعد۔ کسی بھی سے سفارش کر لی ہیں
اور۔ کسی مجھے سمجھا رہی ہیں کوئی بات تو ان میں اتنی
مخبر ہے کہ میں بلاچن و نچ ان کی بات مان لیتی
ہوں۔ مجھ سے بہت بار کہتی ہیں اور کئی تو یہ ہے کہ
مجھے بھی ان سے بہت بہت ہے۔ شاید اس دنیا میں
بہت زیادہ۔

میں ابھی سنہنو کیمپ میں تھی کہ انہوں نے لی
اس کے بعد تعلیم کو **خوش** کر دیا۔ ملائے کسی ڈیڈی
نے بہت کچھ **تیار** ابھی تعلیم جاری رکھیں لیکن انہوں
نے سمجھوتہ سے منع کر دیا اور اس لیے اسے کیے ہوئے
بھی نہیں وہ سال ہو گئے ہیں۔ وہ بھی کے ساتھ زیادہ
ترک کر میں رہتی ہیں **میرے** میں سینکڑا ایر میں بڑھنے کے
بارہو گئی **کسی بھی کی طرح** ڈیڈی کی انگلی اشارے ہر

کہہ ان کے ساتھ جانے کی ضد کرنے لگتی ہوں۔ کتنا
تفاوت ہے ہم دونوں میں اس کے باوجود ایک دوسرے پر
جان چھڑکتی ہیں۔

اس وقت بھی میں سو کر اٹھی تو صوب معمول چار
ہو کر پہلے اتنی **میرا خیال** تھا۔ ڈیڈی کیس باہر جا
رہے ہوں گے تو میں بھی ان کے ساتھ چلی جاؤں گی
لیکن انہیں اطمینان سے ان میں **ملاؤ** دیکھ کر میں ہنسنے
پھریں ہو کر ان کے پاس چلی گئی۔

"کیوں ڈیڈی! ان آپ کا کہیں جانے کا **کارہ** کر رہی
ہیں ہے؟" میرے پوچھنے پر انہوں نے رک کر مجھے
دیکھا پھر میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ست روئی سے
چلتے ہوئے گئے۔

"نہیں۔ آج کیس نہیں جانا کیونکہ کچھ مسلمان
آئے والے ہیں۔"

"کوئی خاص مسلمان ہیں۔" میں نے جنس سے
پوچھا۔

دی تھیں۔ ان کے ہاتھوں کی لڑائی دیکھ کر ہی میں
 ذرا اپنی جگہ سے اٹھ کر چائے پلانے میں ان کی مدد
 کرنے لگی۔

"سارا اتنی ڈرا سی پکیں اٹھا کر دیکھ لیجیے۔ بندہ
 پرانا خوب صورت ہے۔"

ان کے ہاتھ سے نی ہات لیتے ہوئے میں نے
 سرگوشی میں کہا تو وہ مزید غصے ہو گئیں اور سب کچھ
 مجھ پر چھوڑ کر کمرے سے نکل گئیں۔

پھر مہاجروں کے جانے کے بعد میں نے نوپن کے
 باوجود میں چھٹی ان کی اور فیڈی کی باتیں سنتی رہی۔
 انہیں تو بہت پسند آیا تھا۔ اور فیڈی کا خیال تھا کہ
 ان لوگوں کی طرف سے وہاں پیش رفت ہوگی تو پہلے
 سنبھل کر دی جائے گی اور شادی کم از کم ایک سال
 بعد میں یہ ساری باتیں سن کر سنسناتی ہوئی سارا اتنی
 کے کمرے میں آئی۔ اور انہیں جینز کے کیڑے سے
 سنبھل کر پوچھا۔

"سارا اتنی! تم ہی تو چھ رہی ہیں آپ کو آذر بھائی کیسے
 لگے؟"

"مجھے نہیں پتا۔" ہر دم ان کے ہونٹوں پر تھی
 مسکراہٹ میں کچھ شرمیلہ پن بھی سن آتا تو میں
 انہیں دیکھتی رہ گئی۔ ہاتھیں ایسا مسکراتی مسن کلاں
 سے چرا لیتی تھیں۔

پھر ابھی بمشکل تین دن گزرے تھے کہ توڑ بھائی
 کے گھر والے "ہاں آگے" انہیں سارا اتنی اتنی پسند
 تکی تھیں کہ وہ فوراً مشاوری پر اصرار کرنے لگے۔ ان
 کے بہت اصرار کے باوجود انہی کیسے اسلے اصل
 میں ڈیڈی فوری سرے سے بوجھ اٹارنے والی بات کر کے
 سارا اتنی کو کسی محرومی کا احساس نہیں دلانا چاہتے
 تھے۔ مجبوراً "توڑ بھائی کے گھر والوں کو منگنی پر اکتفا
 کرنا پڑا۔ یوں اگلے مہینے گھر کی عید تقریب میں توڑ
 بھائی نے سارا اتنی کو اپنے ہاس کی انگوٹھی پہنائی۔

اس کے بعد توڑ بھائی اکثر شام میں ہمارے ہاں
 آجاتے لیکن سارا اتنی ابھی ان کے سامنے نہیں
 آتیں۔ حالانکہ وہ ہمارے اسی کی خاطر آتے تھے اور
 اوپر سے کوئی پابندی بھی نہیں تھی اس کے باوجود

سارا اتنی ان کی گاڑی کا ہارن سننے ہی اپنے کمرے
 بند ہو جاتیں اور وہ بے ہارے ان کے دید کی حسرت
 لے کر اہل جاتے تھے۔

اس روز چھٹی کا دن تھا۔ میں چونکہ صبح دیر سے
 اٹھی تھی۔ اس لیے وہ سہریں کو سس کے باوجود فیڈ
 نہیں تکی تو میں اٹھ کر سارا اتنی کے کمرے میں آئی۔
 وہ بڑی خوب صورتی اور مہارت سے اپنی ٹرٹ پر
 میوٹوں کا کٹا بنا رہی تھیں۔ مجھے دیکھ کر بچکے سے
 مسکرا کر کہیں۔

"تم تو کیا نہیں؟"

"چند ہی میں آئی۔ صبح دیر سے اٹھی تھی شاید
 اس لیے۔"

"تو۔ یہاں بیٹھ جاؤ۔" وہ اپنی چیزیں میٹ کر
 میرے لیے جگہ بناتے ہوئے کہیں تو میں تکیہ سمجھ کر
 ان کے سامنے نیم دراز ہو گئی۔ اور چھوڑ پر تنک
 خاموشی سے انہیں ایک ایک موتی پہنتے دیکھتی رہی
 پھر مجھے الجھن ہونے لگی۔

"سارا اتنی کیوں اتنی محنت کرتی ہیں۔ یہ سب
 چیزیں تو ہزاروں مل جاتی ہیں۔"

"ہاں مل تو جاتی ہیں لیکن اپنے ہاتھ سے بنائی ہوئی
 چیزیں ایک تو زیادہ پائیدار ہوتی ہیں۔ وہ صرف ان کی
 قدر ہی زیادہ ہوتی ہے۔ جبکہ بازار سے خریدی ہوئی
 اشیاء کی ہم اتنی حفاظت نہیں کرتے کچھ ہمارے
 لاشعور میں یہ بات ہوتی ہے کہ اگر خراب ہو گئی تو ہم
 اور خرید میں کے "دوسری صورت میں ہمارے ذہن
 میں یہ بات ہوتی ہے کہ اگر خراب ہو گئی تو پھر اتنی
 محنت کرنی پڑے گی اور تم تو جانتی ہو سونیا ہم لوگ محنت
 سے کتنا بھگتے ہیں۔"

وہ اپنے مخصوص انداز میں دیر سے دیر سے بول کر
 آخر میں ذرا سا مسکرائیں تو مجھے کتنا پڑا۔

"کم از کم کپا پہنارے میں تو ایسا نہ کیوں۔"

"کیوں میں سب سے الگ تھوڑی ہوں۔"

"پھر بھی ہواقت کچھ نہ کچھ کرتی تو رہتی ہیں۔"

"ہاں خالص بیٹھنے سے میں کچھ نہ کچھ کرتا ہوں ستر بچتی
 ہوں۔"

"آپ کا فون ہے۔"

"کون ہے؟" انہوں نے ریسرور میرے ہاتھ سے لیتے ہوئے پوچھا تو میں نے کندھے اٹکا کر لاطینی کا اظہار کیا اور گھاسوں میں اسکو انشالانے لگی مگر کن اکھیں سے انہیں بھی دیکھ رہی تھی تو ریشالی کی تواز سختی ہی انہوں نے گھبرا کر ریسرور دکھ دیا تو میں بے ہوش ہو گئی۔

"سارا اتلا! یہ کیا کیا آپ نے ہے ہمارے اتنی خوشامد کر رہے تھے۔"

"تم جانتی ہو سنا! میں بات نہیں کر سکیں گی۔ تم نے انہیں منع کر دیا تھا۔"

ان کی بے جا رکی رہنمائی، تم نہیں کیا اور میں یہ بھی جانتی تھی کہ آواز بھلی "دہرا" دیکھ کر سہوہ کر رہی تھی اس لیے میں منہ ہٹا کر رہی۔

"میرے منع کرنے سے تو وہ مان جاتے ہیں۔"

ہر حال اب ان کا فون آئے تو نہ مت پہنچے گا۔"

اس سے پہلے کہ وہ انجان کر تھیں میں ان کے کمرے سے نکل گئی۔

اسی شام نور بھائی آئے "کچھ روٹھے روٹھے سے تھے سارا اتلا! سب معمول اپنے کمرے میں اندھ ہو چکی تھیں وہ بے جا رے ایڈی کے ساتھ لوہو اور حری بانہیں کرتے رہے پھر جیسے ہی نوڈیٹی اٹھ کر گئے میں نے ان سے پوچھا۔

"خیریت۔ سوڑ لیں آف ہے؟"

"تساری سارا اتلا! تم لوہا جانتی ہیں یا نہیں۔"

"ہو۔۔۔" مجھے ان کے انداز پر ہنسی آئی۔

"میری کئی بات کا جواب ہی نہیں دیا۔"

"جھا! میں جواب دے رہی ہوں۔" میں ان کے پاس بیٹھتے ہوئے شرارت سے بولی۔ "دہرا ایسے اپنی بات۔"

"کیا مطلب؟" انہوں نے شہم کر کے مجھے گھورا پھر منت بھرے لیے میں کہنے لگی "سنو اس کی ایک جھلک ہی دکھاؤ۔ ایمان سے پہلے روز کے بعد سے

دہرا دیکھنا عیب ہی نہیں ہوا۔"

"کیوں؟ جو منگنی والے روز جھک کر دیکھ

"پھر ساری چیزیں شاہر میں رکھتے ہوئے ہو لیں۔"

"میرا خیال ہے تم پور ہو رہی ہو۔ سنو میں تساری کے اسکو انشال کر لاتی ہوں۔"

"ارے نہیں سارا اتلا! آپ اپنا کام کریں۔ مجھے ایسی کوئی خواہش ہو گی تو میں خود بنا لوں گی۔"

"مجھے پتا ہے تساری اگر خواہش ہو گی بھی تو تم سستی میں بیٹھ رہو گی۔ میں بس ابھی لے کر آتی ہوں۔"

وہ پام سے میرا کھلے صلیج ہوئی، گل نہیں تو میں نے مری سانس لے کر چلیں موند میں۔ کتنا خیالی رہتی

ہیں میرا! ہر بات بنا کے بیان جاتی ہیں۔ واقعی اس وقت کسی خواہش اور رہی تھی کوئی نمونہ مشروب پینے

کی اور سب سارا اتلا! چلی جائیں گی تب میرے لیے یہ

سب کون نہتے گا ان کے جانے کے خیال سے میرے اندر وہ اسی شے تھی کہ فون کی جھلک نے میری

سوزوں کو **حشر کر دیا**۔ میں پتا نہ کر اٹھی اور ست

تہ میل سے لالی میں اگر فون نے گئی تو سری طرف

آزاد چلی تھی میری توانائی ہی کہنے لگی۔

میرے انداز کے مطابق اس وقت تھیں

مری قیند میں ہونا چاہیے تھا۔

"کیوں؟"

"یار سمجھا کہ میں تم سے سوا کچھ نہیں

بات ہو جائے۔"

"چہ چہ۔ بڑا فسوس ہوا۔" میں نے پھیڑنے کے انداز میں ناسٹ کا اظہار کیا تو کہنے لگی۔

"فسوس کرنے کے بجائے اس سے بات کر لو۔"

"رشوت لوں گی۔" میں فون اٹھا کر سارا اتلا! کے کمرے میں آتے ہوئے بولی۔

"دے دوں گا۔ مگر اب تواز سنو ابھی دو تاکہ اس

کو شش کرنے کا وعدہ کر لیا۔

اس کے بعد میں نے کتنے دن یہ سوچنے میں گزار دیئے کہ سارا آتی کو تذر بھائی کے سامنے کیسے جاؤں۔ اور پھر ایک روز آپسی تب موقع ہاتھ آ گیا۔ اس شام تذر بھائی آئے تو می ڈیڈی کمرے میں تے اور سارا آتی کو تو جیسے اللہام ہو جانا تھا۔ ان کی آمد سے کچھ دیر پہلے اپنے کمرے کا رخ کرتیں اور ان کے جانے کے بعد ہی ملتی تھیں اور اس وقت میں نے تذر بھائی کو ان کے کمرے میں پہنچ دیا اور خود آکر اپنے کمرے میں بند ہو گئی۔ اس کے بعد مجھے نہیں معلوم تذر بھائی کتنی دیر روتے اور ان سے کیا باتیں کیں البتہ میں صورت حال کو سوچ کر دکھلا رہی تھی کہ کس طرح سارا آتی انہیں اپنے سامنے دیکھ کر پریشان ہو کر

گھٹکتی دیر بعد میرے دروازے پر دستک کے ساتھ سارا آتی نے مجھے تیار آنے میں ہیرا کر اٹھ کھڑی ہوئی اور تذر کو بہت انجمن ظاہر کرتے ہوئے جیسے ہی دروازہ کھولا وہ مجھ سے پلٹ کر روئے لگیں۔

”ارے۔۔۔“ میں پریشان ہو گئی۔ ”کیا ہوا سارا

آتی؟“

”تم کہاں چلی گئی تھیں؟“ انہوں نے اسی طرح روتے ہوئے کسی مضموم لہجے کی طرح پوچھا تو میں نے بے شکل اپنی جسی منبذ کر کے کہا۔

”میں کیمیں اپنے کمرے میں تھی۔ کیوں کیا ہوا؟“

انہوں نے فوراً جواب نہیں دیا تب میں نے انہیں بٹھایا اور گلاس میں پانی ڈال کر ان کے ہونٹوں سے لگا دیا۔ پھر اپنے پیچھے سے ان کے آنسو صاف کرتے ہوئے بار بار پوچھا۔ ”ہائیں میں کیا ہوا ہے؟“

”وہ تذر۔“

”کیا ہوا تذر بھائی کو۔؟“

”وہ ابھی بنا دستک دیئے میرے کمرے میں چلے آئے تھے۔“ وہ بتا کر پھر روئے لگیں تو مجھے کہنا پڑا۔

”ہیں۔ تذر بھائی کی یہ جرات میں ابھی تو چھٹی

ہوں ان سے کہاں ہیں۔“

”چلے گئے۔“

”میں نے فوراً یاد دلایا۔“

تذرا اس کی موجودگی میں کہاں دستک سے دیکھ رہا تھا۔ ”وہ اتنی بے چارگی سے بولے کہ مجھے ان پر رحم آ گیا۔“

کہہ سکتا تو شش کرتی ہوں۔ ویسے مجھے یقین ہے وہ بڑی خاتون نہیں کی نہیں۔“

پھر واقعی میں نے سارا آتی کی بہت خوشامد کی راضی ہوئے کی دھمکی دی اس کے بعد تذر بھائی کا قسم لیکن وہ ان کے نہیں دیں تب زندگی میں پہلی بار مجھے ان پر بہت غصہ آیا اور میں ان سے بہت لڑی۔ غصے میں تذر بھائی کیا کچھ کہہ دیا۔ وہ جب صاف ملتی رہیں حالانکہ بعد میں مجھے انہیں سبھی ہوا لیکن میں نے ان سے معذرت نہیں کی بلکہ خود ہی ناراض بھی ہو گئی۔ وہ دن تک وہ میری بارانگی سے پریشان ہو کر ہر کھانا بھوکھائی پھرتی رہیں۔ بھانے بھانے سے میرے پاس مثلاً لی رہیں اور میں ان کی حالت پر اندر ہی اندر تمنگو ہوئے تھے ساتھ باہم بھی ہوتی رہی جب میں نے تذر بھائی کو ان کی پریشانی کا تھایا تو جوش سے بولے۔

”بب تک وہ مجھ سے ملنے کی ہائی نہ بھرے اس

سے بات نہیں کرنا۔“

اور میں نے تذر بھائی کی بات مان لی۔ یوں بھی می ڈیڈی کی طرف سے کوئی پابندی نہیں تھی شام میں سارا آتی چائے کے کمرے کمرے میں آئیں تو میں نے ان کی طرف سے منہ موڑ لیا۔

”سونیا۔ سونی۔“ وہ پکارتی ہوئی میرے سامنے آ گئیں۔ ”مجھ سے اب مزید تساری ٹارانسکی

مذاشت نہیں ہو رہی۔ پلیز ہاں جاتو میں اپنا ٹھیک

ہے اب تذر کا فون آئے گا تو میں بات کر لوں گی۔“

”تذرا۔“ میں بھولی گئی کہ تذر بھائی نے ملنے کی

بات کی تھی۔ اسی پر خوش ہو گئی۔ اور باب تذر بھائی کو

بتایا تو وہ مجھ سے روٹھ گئے کہ میں نے اتنی جلدی

تھییار کیوں ڈالے پہلے انہیں ملنے پر راضی کرنا تھا۔

لیکن میں ابھی طرح جانتی تھی کہ سارا آتی اس پر کبھی

تذر بھائی سے

”قسم سے سنی میں نے کوئی بات نہیں کہی۔ میں تو ایک لفظ نہیں بولی تھی۔“ میں کچھ دیر تک انہیں دیکھتی رہی، بصورتِ نہیں کہہ رہی تھیں یوں بھی میں ان سے واقف تھی۔

۳۔ سب اس میں چکر اکر رہ گئی۔ بڑی مشکل سے
خود پر قابو پا کر دورانہ پروتھک جاتی ہوئی اندر داخل ہوئی
اور دو گھنٹہ تک اس کا رُخ پر رکھ کر انہی چوبیس لوٹ کر
اپنے کمرے میں آگئی۔ کئی دیر تک استراحت کی گئی
تو عالم میں کمرے میں اوپر سے اوپر اُٹھتے ہوئے
مستطیل کی سوچتی رہی کہ آؤ ہمالی نے ایسا مذاق کیا
کیا ہے۔

”کو سونیا! پلیز خاموش مت رہو۔ مجھ پر ایک ایک
مل بھاری ہے۔“ ان کی بے قراری پر میں سن ہو کر رہ
گئی۔ زیادہ دن تو نہیں گزرے تھے اسی لمحے میں وہ
سارا اتلی کے بارے میں پوچھنے لگی تھی یہ خیال اتنی ہی
میں نے بے حد تاسف سے پوچھا۔

”تپ نے ایسا کیا کیا۔“
”تم آرام سے میری بات سنو سونیا میں تم سے کچ
کہوں گا سارا بہت اچھی لڑکی ہے لیکن تلی ایم سوری
کہ میں اس سے شادی نہیں کر سکتا۔“

”کیوں؟“ میں نے دوسری نواز میں پوچھتے
ہوئے کن اکھیوں سے سارا تلی کو مخاطبہ الماری میں
سر کھسائے جانے کیا تلاش کر رہی تھی۔ اور
قد رے تو فک کے بعد کہنے لگے۔

”تم میری بات کو غلط رنگ نہیں دینا۔ اصل میں
اس روز اسے قریب سے دیکھ کر یوں لگا جیسو وہ کسی اور
دیکس کی باہی ہو اور راستہ بھٹ کر رہیں آگئی ہو۔ ایسی
چھوٹی موٹی ایسی نازک اور مجھے اپنی شوخیاں کے لیے
خوب صورت مورتی کی نہیں شریک حیات کی
ضرورت ہے۔ شریک حیات کا مطلب سمجھتی ہو
تلی۔“

میں نے کوئی جواب نہیں دیا تو کچھ دیر انتظار کے
بعد کہنے لگے۔

”جس معامل میں تمنا وامنون ہوں کہ تم نے مجھے اس
سے طوا یا اور نہ تم صحتی بات کچھ دہی ہو تلی۔ میں
اب بھی خاموش رہی۔“

”ہیلو سونیا! کچھ کو میں میرا خیال ہے تم کلپوز
ہو رہی ہو پلو صحتی بات کر لیں گے۔“

”کیسے۔“ میں اور ”بول بڑی۔“ صبح ہونے میں
بست دو رہے تو رہائی جگہ میں اپنی زندگی کا ایک پل
بھی تپ کے نام نہیں کر سکتی۔“

”سنو سونیا!۔“ ان کے گئی اور بے قرار لہجے میں
جانے کیا تھا کہ ریسیور دیکھتے ہوئے میرا ہاتھ کانٹ گیا
یوں جیسے کسی غلط فیصلے پر دحظا کرتے ہوئے ہاتھ لہجہ
ہے۔

”جین وہ می آئیڈی کے ساتھ تو یہ مذاق نہیں کر
سکتے تھے۔“ میں بری طرح الجھ گئی۔ اور جب کچھ
میں نہیں کیا تو سارا اتلی کے کمرے میں چلی گئی۔ وہ
سونے کی تیاری کر رہی تھی مجھے دیکھ کر عجب سے
پوچھنے لگیں۔

”یہ تم ابھی تک سو نہیں میں؟“ میں نے کوئی جواب
نہیں دیا۔ خاموشی سے انہیں دیکھے گئی تو وہ چونک کر
پوچھنے لگی۔

”کیا بات ہے سولی! کچھ بریشان لگ رہی ہو۔ کو
میرے پاس بیٹھو۔“

”سارا اتلی۔“ میری سمجھ میں نہیں کیا ان سے
کیا کہو۔

”میں کہو۔ کیا ہوا ہے۔“ وہ خود ہی اندھ کر میرے
ذہن میں اور میرا ہاتھ تمام کر دینا پر بخانا ہا ہتی تھی
فرانچسکو میں بیٹھے سے اپنا ہاتھ بھڑا کر رہی۔

”ایک منٹ میں ابھی آتی ہوں۔“ اس کے ساتھ
نی میں بھاگ کر اپنی سے ملنے فون سیٹ اٹھا کر واپس

آئی تو وہ جھجھک کر رہی۔

”اس وقت کے فون کر دی۔“

”تو رہائی کو اور پلیز اب تپ چپ چاپ بیٹھ
جائیں۔“

میں نے ہنسنا اٹھ کر کہتے ہوئے کہا تو وہ بیٹھنے کے
بجائے الماری کی طرف چھہ اٹھیں۔

”ہیلو۔“ ”سری طرف ریسیور اٹھاتے ہی تو رہ
رہائی کی نواز سنائی دی اس کے باوجود میں نے قصداً
انہماک نہ کر پوچھا۔“

”فون تو رہائی ہے۔“

”کو سونیا! مجھے جین تمام ضرور فون کر آئی۔“

”انہوں نے کہا تو میں چیخ کر رہی۔“

”پرتو تپ کو یہ بھی معلوم ہو گا کہ میں کیا کہوں گی۔“

”نہیں۔ اگر یہ معلوم ہو تا تو تمہارے فون کے
انتظار میں رہیں بیٹھا ہوتا۔“

”آپ۔“ ان کے اتنے اطمینان پر میں بری طرح
سک گئی۔ اور بے شکل خود کو کوئی سخت بات کہنے سے
روک دیا۔

